149174 ـ رمضان المبارك میں دن كے وقت غیر مسلم ملازمین كو كھانا پیش كرنا

سوال

ایك شخص كی زمینیں ہیں اور اس كے پاس غیر مسلم ملازمین ہیں، انہوں نے رمضان المبارك میں دن كے وقت كھانا لانے كا مطالبہ كیا ہے، وگرنہ كام نہیں كرینگے، اور بالفعل اس شخص نے انہیں رمضان میں دن كے وقت كھانا لا كر دیا، برائے مہربانی آپ كی اس عمل كے بارہ كیا رائے ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

مسلمان شخص كے لیے غیر مسلم ملازمین لانا مناسب نہیں ہے، اور اسے ایسا نہیں كرنا چاہیے، بلكہ اسے چاہیے كہ وہ غیر مسلم ملازمین كو مت لائے؛ كیونكہ غیر مسلم كو لانا انسان كے لیے نقصاندہ ہو سكتا ہے، یہ اس كی جان كے لیے بھی اور اس كے عقیدہ اور اخلاق كے لیے بھی نقصاندہ ہے.

اور پھر اس كی اولاد اور گھر والوں كے لیے بھی نقصاندہ ہے اور خاص كر گھریلو ملازمات اور خادم غیر مسلم ہوں تو یہ شدید خطرناك ہیں.

لہذا كام كاج كے لیے یا پھر گھر میں بچوں كی تربیت اور كام كے لیے صرف مسلمان ملازمات ہی ركھنے چاہییں، اور اسی طرح مرد بھی غیر مسلم مت لائیں، بلكہ مسلمان ملازمین ہی طلب كیے جائیں نا كہ غیر مسلم كیونكہ غیر مسلم بہت نقصاندہ ہیں.

اور اس لیے بھی كہ ان كا عقید اور اخلاق مسلمان كے عقیدہ اور اخلاق سے علیحدہ ہے، لہذا ان كے شر و برائی سے بچتے ہوئے اپنے ملك میں غیر مسلم ملازمین كو نہ لایا جائے تا كہ غیر مسلموں كے ساتھ اختلاط نہ ہو.

اور یہ بھی ہے كہ اس جزیرہ عرب میں جائز نہیں كہ یہاں دو دین ہوں، یہاں صرف ایك ہی دین رہ سكتا ہے، اور یہ خادم اور ملازمین ہو سكتا ہے اپنے كام كاج كی بنا پر طویل عرصہ رہیں اس لیے جزیرہ عرب میں غیر مسلمانوں كو لانا جائز نہیں؛ كیونكہ نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" یہود و نصاری كو جزیرہ عرب سے نكال باہر كرو "

اور دوسری روایت میں ہے:

" مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو "

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کے وقت یہی وصیت فرمائی تھی، اس لیے مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ مسلمان مرد و عورت کے علاوہ کسی اور کو کام کاج کے لیے لائے، اس جزیرہ عرب میں غیر مسلم کو نہیں لایا جا سکتا...

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اس جزیرہ عرب میں غیر مسلم شخص کو نہیں لایا جا سکتا؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سے مشرکوں اور یہود و نصاری کو نکالنے کا حکم دیا ہے، اور اس میں صرف ایک ہی دین باقی رہے کیونکہ یہ دین اسلام کا منبع ہے.

اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالی کے بعد مسلمانوں کی اس جزیرہ عرب سے امیدیں وابستہ ہیں، وہ اس کی اقتداء کرتے ہیں اس لیے جب یہاں غیر مسلم لائے جائینگے تو یہ باقی علاقوں کے مسلمانوں کے لیے بھی غیر مسلم ملازمین لانے کی چابی ہو گی، اور اس طرح غیر مسلموں کے ساتھ اختلاط ہوگا جو سب مسلمانوں کے لیے نقصاندہ ہے.

رہا مسئلہ انہیں کھانا پیش کرنا اور لا کر دینے کا تو اس کے بارہ میں گزارش ہے کہ:

اگر وہ غیر مسلم ہیں اور چاہتے ہیں کہ انہیں رمضان میں کھانا پیش کیا جائے تو مسلمان شخص اس میں ان کا تعاون مت کرے، اگرچہ کافر روزہ رکھ بھی لیں تو ان کا روزہ صحیح نہیں ہوگا، لیکن وہ شریعت کی فروعات کے مخاطب ضرور ہیں.

اس لیے جب وہ شریعت کے مخاطب ہیں تو پھر شریعت مخالف امور میں ان کی معاونت نہیں کی جائیگی، بلکہ انہیں نصیحت کی جائیگی اور ان کی راہنمائی کی جائیگی ہو سکتا ہے وہ مسلمان ہو جائیں.

اس لیے انہیں اسلام کی دعوت دی جائیگی، اور انہیں خیر و بھلائی کی دعوت دی جائے ہو سکتا ہے وہ قبول کر لیں تو انہیں بھی مسلمانوں کی طرح اجروثواب حاصل ہو:

فرمان نبوی ہے:

" جس کسی نے بھی کسی خیر و بھلائی کی طرف دعوت دی تو اسے بھی عمل کرنے والے کے مثل ثواب حاصل ہوگا "

اور فرمان نبوی ہے:

" اگر اللہ تعالی تیری وجہ سے ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے "

اس لیے اگر وہ انکار کریں تو پھر وہ اپنے لیے کھانا خود ہی تیار کریں، اس طرح کے امور میں وہ خود اپنی ضرورت پوری کرینگے ہو سکتا ہے وہ اس سے متاثر ہو کر ہی مسلمان ہو جائیں وگرنہ ان کے ساتھ ملازمت کا عقد ختم کر دیا جائے، اللہ تعالی ان سے افضل ملازم دےگا، اس لیے ان کے ساتھ تساہل مت کیا جائے چاہے وہ ملازمت اور کام ترک کرنے کا مصمم عزم بھی کر لیں، وہ چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالی ان سے بہتر لائیگا.

اس طرح کے معاملات میں ان کی معاونت بالکل نہیں کرنی چاہیے، لہذا مسلمان شخص کو رمضان المبارک میں دن کے وقت روزے کی حالت میں کھانے پینے کے معاملات میں ان کی مدد نہیں کرنی چاہیے چاہے وہ کافر ہوں یا فاسق قسم کے مسلمان جو روزے رنہیں رکھتے.

نہ تو رمضان المبارک میں کھانے پینے کے معاملہ میں ان کی مدد کی جائے، اور نہ ہی اللہ کی حرام کردہ اشیاء میں وہ خود ہی کریں اور اپنی ضروریات کی اشیاء خود خریدیں " انتہی

فضیلة الشیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ .